فقہ اسلامی

جدید مسائل حج و عمرہ

از: حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب نے یہ مضمون نہایت عرق ریزی سے مدلل اور موثوق حوالوں کے ساتھ تیار کیا ہے عصر حاضر میں چونکہ حج کے دوران یہ مسائل زیادہ پیش آتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان مسائل کا شریعت کے تناظر میں صحیح حل پیش کیا جائے اس ضرورت کے پیش نظر ادارہ نے اہم جدید مسائل حج وعمرہ کے عنوان سے مستقل سلسلہ جاری کیا ہے زیر نظر مضمون اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی ہے یہ سلسلہ آئندہ شماروں میں بھی جاری رہے گا انشاءاللہ۔(ادارہ)

نمبر شمار	ذیلی عنوانات
(1)	حرمین شریفین میں محاذات کا اہم مسئلہ
(2)	دوران طواف، مطاف سے باہر چلے جانے کا حکم
(3)	حرمین میں اتصال صفوف کا مسئلہ
(4)	سعودی توسیع کے بعد سعی گاہ کا سابق حکم باقی رہے گا یا وہ مسجد کے حکم میں داخل ہوگا؟ (المجمع الفقهي الاسلامي کا فیصلہ)

آج کل کے دور میں یہ بات عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ اراضی حرمین شریفین میں شدید ازدحام کی وجہ سے بہت دشواریاں پیدا ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ ازدحام سے اکثر اوقات اموات بھی ہو جاتے ہیں اور اس ازدحام کا ازالہ ناممکنات میں سے ہے لہذا یہ ازدحام ایک ضرر شرعی ہوا جسکی وجہ سے بعض مسائل کا بجالانا ناممکنات میں سے ہوگا اور اس میں ضرر اور حرج ہوگا۔ جیسا کہ مسئلہ محاذات میں احناف کے نزدیک مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور مذاہب ثلاثہ میں فاسد نہیں ہوتی۔ پس شدید ضرورت کی بناء پر افتاء بمذهب الغیر کی گنجائش ہوگی۔ جیسا کہ مسئلہ مفقود میں شدید ضرورت کی بناء پر موالک کے مذہب پر فتوی دیا گیا ہے۔ **كما في الفقه على المذاهب الأربعة: اتفق الائمة الثلاثه على ان المراة اذا صلت خلف الامام وهي بجنب رجل او امامه لا تبطل صلاتها بذلک، كما لا تبطل صلاة احد من المصلين المحاذين لها، و خالف الحنفية في ذلک (الفقه على المذاهب الاربعة ص ٢٩٦ - دار الفكر للنشر والتوزيع)** . اس طرح بعض اوقات طواف کے دوران طواف کرنے والوں کو

مطاف سے باہر ہونے کا سابقہ پڑھتا ہے۔تو اس صورت میں اگر مسعیٰ (سعی کرنے کا جگہ) میں داخل ہو جائے تو طواف کا جتنا حصہ مسعیٰ میں ادا کرلیا جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔اس لئے کہ مجلس البحوث والافتاء لا ھل الحرمین کا فتویٰ یہ ہے کہ مسعیٰ حدود حرم (مسجد حرام) سے خارج جگہ ہے۔وہ اپنی مشعریت کے حوالے سے علیحدہ حیثیت کی حامل ہے۔بعض اوقات مسجد حرام سے باہر ابن داوٗد کے عمارت میں مسجد حرام کے امام کے پیچھے اقتداء کی جاتی ہے تو یہ اقتداء اس وقت تک درست ہے جب تک مسجد حرام اور اس عمارت کے صفوف میں اتصال ہو اگر اتصال باقی نہ رہے بلکہ عمارت مذکورہ کے صف اور مسجد حرام کے درمیان ایک کار گزرنے کا فاصلہ رہے تو اس وقت چونکہ اتصال باقی نہیں رہا، تو اس صورت میں اس عمارت سے اقتداء درست نہیں ہوگا۔اس عمارت کے اسی طرح صف میں شامل ہونا بھی درست نہ ہوگا ذیل میں ہم ان اہم مسائل پر دارالعلوم کراچی کا عمدہ تحقیق شائع کرتے ہیں۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ جو آج کل دوران حج حجاج کرام کو کثرت سے پیش آتے ہیں اور تقریباً ان مسائل سے ہر حاجی کو کسی نہ کسی درجے میں واسطہ ضرور پڑھتا ہے۔

(۱) حرم شریف میں حج کے دوران مرد اور مستورات مخلوط نمازیں ادا کرتے ہیں۔بعض اوقات بڑی کوشش کر کے ایسی جگہ کھڑے ہونے کی کوشش کی گئی کہ کوئی مستورہ نہ ہو تو دوران نماز مستورہ برابر میں آکر کھڑی ہوگئی تو مسئلہ محاذات میں اس موجودہ صورت کے پیش نظر کچھ گنجائش ہوگئی یا جو مسائل کتابوں میں وضع ہیں انہی پر عمل کرنا ہوگا وضاحت سے جواب مطلوب ہے موجودہ صورت کو سامنے رکھتے ہوئے

(۲) دوران طواف ہجوم کی وجہ سے بعض اوقات مطاف سے باہر ہو جانا پڑتا ہے یعنی دائیں بائیں سیڑھیوں سے اوپر مسجد کے حصے میں اور خصوصاً ہجوم میں اوپر چھت وغیرہ پر طواف کی صورت میں باہر سعی کی جگہ میں نکلنے پر آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔بعض اوقات دھکے سے اور بعض طرف جگہ کم ہونے کی وجہ سے تو ایسی صورت میں طواف درست ہوگا یا نہیں کیا حکم ہوگا تفصیل سے وضاحت فرمائیں؟

(۳) تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حرم کے باہر ایک عمارت بنی ہوئی ہے غالباً بن داوٗد کے نام سے اور اس عمارت میں غالباً تیسرے یا چوتھے فلور پر نماز کی جگہ کافی مقدار میں بنی ہوئی ہے اور ہزاروں افراد وہاں پر نماز ادا کرتے ہیں۔حرم ہی کی جماعت کے ساتھ وہاں سے اسپیکر لگے ہوئے ہیں تو آیا وہاں سے نماز ادا کرنے سے جماعت کے ساتھ نماز ہوگئی۔جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔ اگر حرمین شرفین کے امام عورتوں کی امامت کی نیت کرتے ہوں اور جماعت کے وقت کوئی عورت آکر کسی مرد مقتدی کے محاذات (برابر) میں کھڑی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) جماعت شروع نہ ہوئی ہو (۲) جماعت شروع ہوگئی ہو

اگر جماعت شروع نہ ہوئی ہو تو درج ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کر لی جائے تو مرد کی نماز درست ہو جائے گی۔

(۱) مرد اور عورت کے درمیان ایک شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ خالی ہو۔

۲) عورت اور مرد کے درمیان کم از کم ایک ہاتھ لمبا اور ایک انگلی کے برابر موٹا کوئی سترا یا کوئی اور آڑ جو سترا کے قائم مقام ہو رکھ لی جائے

(۳) یا مرد اس ہیئت پر کھڑا ہو کہ عورت کی پنڈلی اور ٹخنہ اور عورت کا پورا پاؤں مرد کے پاؤں سے پیچھے ہو یا کم از کم اس ہیئت پر مرد کھڑا ہو کہ عورت مرد سے اتنی پیچھے رہ جائے کہ دونوں کے ٹخنے اور پنڈلی بالکل سیدھ میں نہ رہیں، خواہ عورت کے پاؤں کا کوئی حصہ مرد کے پاؤں کے کسی حصہ کی سیدھ میں ہو (اصح قول کی بناء پر یہ صورت بھی مفسد نہیں ہے) ان تمام صورتوں میں برابر میں کھڑے ہوئے مرد کی نماز درست ہوگی اور عورت کی نماز بھی اگر چہ درست ہو جائے گی لیکن مردوں کی صفوں میں ان کے منع کرنے کے باوجود داخل ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگی، اور عورت کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی نماز تب صحیح ہوگی کہ اس مرد اور عورت کے درمیان کوئی حائل ہو مثلاً تختہ، یا ستون وغیرہ ایسا موجود ہو جو کم از کم ایک ہاتھ اونچا ہو، یا مرد عورت کے سر سے زیادہ بلندی پر کھڑا ہو۔ (دیکھئے حوالہ نمبر۱)

ان تدابیر میں سے کوئی بھی تدبیر اختیار نہ کی گئی اور عورت نماز میں شریک ہوگئی تو اس مرد کی نماز فاسد ہو ہی جائے گی، نیز کچھ اور مردوں کی نماز بھی فاسد ہوگی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اگر دوسری صورت ہو یعنی جماعت شروع ہوگئی اور عورت آ کر اقتداء کر لے تو مرد مقتدی پر لازم ہے کہ وہ عورت کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرے، اگر اشارہ کے باوجود پیچھے نہ ہٹے تو اس صورت میں بھی مرد کی نماز ہوگی۔ اگر اشارہ نہ کرے بلکہ اشارہ کرنے کے بجائے خود اتنا آگے بڑھ جائے کہ اس کی ایڑی عورت کے قدموں سے آگے ہو جائے، تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد تو نہ ہوگی لیکن صف سے آگے بڑھنے کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ (دیکھئے حوالہ نمبر۲)

(واضح رہے کہ اشارہ کرنے یا ایڑی آگے کرنے میں جو معمولی وقت لگے اس قدر محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ کیونکہ فقہاء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ محاذات سے نماز فاسد ہونے میں شرط یہ ہے کہ ایک رکن کی مقدار محاذات رہے اس سے کم وقت کی محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (دیکھئے حوالہ نمبر۳)

اگر نہ اشارہ کیا نہ اس عورت سے اس قدر آگے بڑھا تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی نیز کچھ مردوں کی نماز بھی فاسد ہوگی جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) عورت ایک ہونے کی صورت میں اس عورت کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے ایک ایک مرد اور پچھلی پہلی صف میں اس کی سیدھ میں کھڑے ہوئے ایک مرد کی نماز فاسد ہوگی۔

(۲) دو عورتیں ہونے کی صورت میں دائیں بائیں والے ایک ایک مرد کی پچھلی پہلی صف میں ان کی سیدھ میں کھڑے ہوئے دو مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۳) اگر عورتیں تین ہوں تو ان کے دائیں بائیں ایک ایک مرد اور ان کے پیچھے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اس صورت میں مزید خرابی یہ ہوگی کہ ان تین عورتوں کے پیچھے آخری صف تک ہر صف میں سے ان تین تین مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جو ان کی سیدھ میں کھڑے ہوں۔ (دیکھئے حولہ نمبر۴)

نیز اس پر تین سے زائد عورتوں کے حکم کو قیاس کرلیا جائے کہ ان کے دائیں بائیں ایک ایک مرد کی اور وہ جتنی عورتیں ہیں ان کے پیچھے کی ہر صف میں سے آخری صف تک اتنے ہی ایسے مردوں کی نماز فاسد ہوجائے گی جو ان کی سیدھ میں ہوں گے۔ تاہم اگر عورتوں کی صف کے پیچھے مردوں کی صف اول ان عورتوں کے سر سے زیادہ بلند مقام پر ہو یا عورتوں کی صف کے پیچھے مردوں کی صف اول کے سامنے ایک ہاتھ اونچا کوئی حائل ہو تو اس حائل کی صورت میں مردوں کی نماز صحیح ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض فقہاء کرام کے نزدیک مردوں کی نماز ہوجائے گی اور بعض کے نزدیک نہیں ہوگی، اور بعض علماء نے صحت کے قول کو ترجیح دی ہے، البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ یہ حائل عورتوں کی صف کے پیچھے مردوں کی پہلی صف کے آگے ہو، اگر مردوں کی پہلی صف کے سامنے کوئی حائل نہیں، بلکہ دوسری یا تیسری صف کے سامنے ہے تو عورتوں کے پیچھے موجود مردوں کی کسی صف کی بھی نماز نہیں ہوگی۔ (دیکھئے حوالہ نمبر ۵)

جبکہ حضرت امام شافعی، امام مالک، رحمھما اللہ اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق عورت کے لئے اس طرح درمیان صف میں کھڑا ہونا صرف مکروہ ہے، لیکن اس سے مردوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (دیکھئے حوالہ نمبر ۶)

آج کل حرمین شریفین میں مرد مقتدیوں کو چاہئے کہ بوقت ابتلاء ان صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار فرمالیں، لیکن اگر ایسا نہ ہوسکے تو چونکہ یہ صورت عام ابتلاء کی حیثیت اختیار کرچکی ہے اس لئے اہل فتوی کو اس مسئلہ میں آئمہ ثلثہ کے مسلک پر فتوی دینے کی گنجائش پر غور کرنا چاہئے۔ تاہم واضح رہے یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے جب ائمہ حرمین، عورتوں کی امامت کی نیت کرتے ہوں لیکن اگر وہ عورتوں کی امامت کی بالکل نیت نہیں کرتے تو پھر عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی خواہ وہ مردوں کے برابر میں آکر کھڑی ہوں یا علیحدہ کھڑی ہوں البتہ مردوں کی نماز درست ہوجائے گی۔

(حوالہ نمبر ۱) **وفی التنویر مع شرحہ (ج ا ص ۵۷۲) وا ذا حاذتہ (و لو بعضو واحد وخصہ الزیلعی بالساق والکعب) ولا حائل بینہما (اقلہ قدر ذراع فی غلظ اصبع او فرجۃ تسع رجلاً) فی صلوۃ مطلقۃ مشترکۃ تحریمۃ واداء واتحدت الجہۃ فسدت صلوتہ ان نوی الامام وقت شروعہ لا بعدہ اما متہا والا فسدت صلوتہا وفی الشامیۃ (ج ا ص ۵۷۲) (قولہ و خص الزیلعی الخ) حیث قال المعتبر فی المحاذاۃ الساق والکعب و بعضہم اعتبر القدم اہ فعلی قول البعض لو تاخرت عن الرجل ببعض تفسد وا ن کان ساقہ و کعبہا متاخراً عن ساقہ و کعبہ و علی الا صح لا تفسد و ان کان بعض قد مہا محاذیاً لبعض قدمہ بان کان اصابع قدمہا عند کعبہ مثلاً تامل.. المانع لیس محاذاۃ ای عضو منہا لای عضو منہ و لا محاذاۃ قدمہ لا ی عضو منہا بل المانع محاذاۃ قدمہا فقط لای عضو منہ. و کذا فی التاتارخانیہ ج ا /ص ۴۲۲ ، و فی الدر (ج ا /ص ۵۸۴) و یمنع من الاقتداء صف من النساء بلا حائل قدر ذراع او ارتفاعھن قدر قامۃ الرجل (مفتاح السعادۃ) و فی الشامیۃ (قولہ بلا حائل) و حاصلہ انہ اذا کان صف النساء امام صف الرجال یمنع الا اذا کان احد الصفین علی حائط مرتفع قدر قامۃ او کان بینہما حائل مقدار موخر رحل البعیر او خشبۃ منصوبۃ او حائط قدر ذراع**

و فی الهندیة ج ا /ص ۸۹ و منها ان یکونا بلا حائل حتی لوکان فی مکان متحد بان کانا علی الارض او علی الدکان الا ان بینهما اسطوانة لا تفسد صلوته ، هٰکذا فی الکافی و ادنی الحائل قدر مؤخرة الرحل و غلظه غلظ الا صبع ، و الفرجة تقوم مقام الحائل و ادناه قدر مایقوم فیه الرجل،و کذا فی البحر ج ا /۳۵۷.

(حوالہ نمبر۲) و فی الشامیه ج ا /ص ۵۷۲ ، قال فی الفتح و فی الذخیرة و المحیط اذا حاذتة بعد ماشرع و نویٰ امامتها فلایمکنه التاخیر با لتقدم خطوة او خطوتین للکراهة فی ذٰلک فتا خیر ها بالا شارة و ما اشبه ذلک فاذا فعل فقد اخر فیلز مها التاخر ، فان لم تفعل فقد ترکت حینئذٍ فرض المقام فتفسد صلوتها دونه ، و استفید من قوله بعد ما شرع انها لو حضرت بعد الشروع ناویاً اِمامتها قال ط ان الامام لیس بقید ای فلو حا ذت المقتدی بعد الشروع و اشار الیها بالتا خرو لم تتا خر فسدت صلوتها دونه ، و ینبغی ان یعد هذا فی الشروط بان یقال ولم یشر الیها بالتا خر اذا حضرت بعد شروعه........و کذا فی اعلاء السنن ج ۴/ص ۲۲۶

(حوالہ نمبر۳) و فی مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر (ج ا /ص۱۲۶) و اما عند محمد فیشترط مقدار رکن حتی لو تحرمت فی صف و رکعت فی آخر و سجدت فی ثالث فسدت صلوة من عن یمینه و یسار ها و خلفاً من کل صف،و فی البحر (ج ا /ص ۳۵۸) و فی المحیط عن الجر جانی لو کبرت فی الصف الاول و رکعت فی الصف الثانی و سجدت فی الصف الثالث فسدت الصلوة من عن یمینه و یسارها و خلفه فی کل صف لا نها ادت فی کل صف رکناً من الارکان ....الخ.

(حوالہ نمبر۴) و فی الشامة (ج ا /ص ۵۷۲) و قد صر حوا بان المرا ة الواحد ة تفسد صلوة ثلاثة اذا و قفت فی الصف ، من عن یمینها ، و من عن یسارها ، و من خلفها، و فیه ایضاً (ج ا /ص ۵۷۳) ان المر اة تفسد صلوة رجلین من جانیبها واحد عن یمینها، وواحد عن یسارها ، و کذا المرأتان وا لثلاث، و کذا تفسد صلوة من خلفها فالواحد ة تفسد من خلفها صلوة رجل و لو کانتا اثنتین فصلوة رجلین و لو ثلاثا فصلوة ثلاثة ثلاثة الیٰ آخر الصفوف. و فی الهند یة (ج ا /ص ۸۹) ثم المر اة الواحدة تفسد صلوة ثلاثة ، واحد عن یمینها واٰخر عن یسار ها و آخر خلفها ، و لا تفسد اکثر من ذٰلک ، هٰکذا فی التبین و علیه الفتویٰ ، والمرأتان صلوة اربعة واحد عن یمینهما و آخر عن یسارهما و اثنان خلفها بحذائهما و ان کن ثلاثة فسدت صلوة واحد عن یمینهمن و آخر عن یسارهن و ثلاثة خلفهن الی آخر الصفوف ، و هٰذا اجواب الظاهر هٰکذا فی التبیین و کذا فی البحرج ا /۳۵۷ و فیه ایضاً و لو کن ثلاثاً تفسد صلوة ثلاثة ثلاثه خلفهن الی آخر الصفوف م وواحد عن ایمانهن وواحد عن یسارهن لان الثلاثة جمع صحیح فصار کالصف فیمنع صحة الاقتداء فی حق من صرن حائلات بینه و بین امامه.....الخ.

(حوالہ نمبر۵) و فی الشامیه(ج ۱/ص ۵۸۴) و فی المعراج عن المبسوط فان کان صف تام من النساء وورائهن صفوف الرجال فسدت تلک الصفوف کلها استحساناً، وا لقیاس ان لاتفسد الا صلوة صف واحد ولکن استحسن لحدیث عمرؓ مرفوعاً وموقوفاً علیه من کان بینه و بین الامام نهر او طریق او صف من النساء فلا صلوة له ، فهذا صریح فی ان الحائل غیر معتبر فی صف النساء والا لفسدت صلوة الاول من الرجال فقط لانه صار حائلابین من خلفه وبین صف النساء کما هو القیاس فظهر ان ما ذکره الشارح من اعتبار الحائل او الارتفاع انما هو فیما دون الصف التام من النساء کالو احدة والثنتین اما الصف فهو خارج عن القیاس اتباعاً للاثر هذا ما ظهر فتدبر والله اعلم و فی التحریر المحتار قال الرافعیؒ (قوله فهذا صریح فی ان الحائل غیر معتبر) هو صریح فی ان الصف الاول من الرجال لا یعد حائلا ولا یمکن ان یقال غیره من الحوائل مثله لنقل اهل المذهب ان الحائل یمنع الفساد کعبارة مفتاح السعادة وما نقله عن ابی السعود فی اول مسئلة المحاذات بقوله ولوکان ورائهن حائط خلفه صفوف لا تفسد صلوتهم علی الاصح ولوکا ن ورائهن صف من الرجال ثم الحائط ثم الصفوف فسدت صلوة الکل وحینئذ یقید اطلاق ما فی الخانیة و غیرهابما فی مفتاح السعادة

(حوالہ نمبر۶) (فقه شافعی) و فی کتاب الام للامام الشافعی (ج ۱ / ص ۱۷۰ دار النشر بیروت) و لو أن رجلا ام رجا لاو نساء فقام النساء خلف الامام و الرجال خلفهن او قام النساء حذاء الاما م فامهن به و الرجال الی جنبهن کرهت ذلک للنساء و الرجال و الامام و لم تفسد علی و احد منهم صلوته و انما قلت هذا لان ...... ابن عیینه عن مالک بن مغول عن عون بن جحیفة عن ابیه قال رایت رسولﷺ با لا بطح و خرج بلال بالعنزة فرکزها فصلی الیها وا لکلب والمرأة والحمار یمرون بین یدیه قال الشافعیؒ واذا لم تفسد المراة علی الرجل المصلی ان تکون بین یدیه اذا کانت عن یمینه او عن یساره أحری ان لا تفسد علیه.

(فقه مالکی)

و فی المدونة الکبریٰ (ج ۱/ص ۱۹۵) فی صلوٰة المراۃ بین صفوف الرجال قلت لابن قاسم اذا صلت المراۃ وسط الصف بین الرجال اتفسد علی احد من الرجال صلوته فی قول مالک قال لا ادری ان تفسد احد من الرجال و علی نفسها قال وسالنا ما لکاً عن قوم اتوا المسجد فوجد وا رحبة المسجد قدا متلئت من النساء وقد امتلأ المسجد من الرجال فصلی الرجال خلف النساء بصلوة الامام قال صلوتهم تامة ولایعیدون قال ابن قاسم فهذا اشد من الذی صلی فی وسط النساء .وکذا فی الذخیرة للقرافیؒ (ج ۲/ص ۲۶۳ دارالغرب الاسلامی بیروت)

(فقه حنبلی)

و فی المغنی لابن القدامه(ج ۲ /ص ۲۶ دارالکتاب العربی بیروت) (فصل) فان وقفت المراة فی صف الرجال کره لها ذلک ولم تبطل صلوتها ولا صلوة من یلیها و هذا مذهب الشافعیؒ و قال ابو بکر تبطل صلٰوة من یلیها و من خلفها دونها و هو قول ابی حنیفةؒ لا نه منهی عن الوقوف الی جانبها اشبه الوقوف امام الامام ، و لنا انها لو وقفت فی غیر صلٰوة لم تبطل صلوته کذٰلک فی الصلوة و قد ثبت ان عائشةؓ کانت تعترض بین یدی النبیؐ و هو یصلی ، قولهم : و هو منهی عنه قلنا هی منهیة عن الوقوف مع الرجال فاذا لم تبطل صلوته فصلوتهم اولٰی. و کذا فی الکافی لابن قدامهؒ (ج ۱/ص ۱۹۱).

دوران طواف مطاف سے باہر ہونے کا مسئلہ۔(سعی کی جگہ مسجد حرام میں داخل نہیں)

(۲)۔۔۔۔مسجد حرام کے اندر رہتے ہوئے کسی بھی جگہ سے بیت اللہ شریف کا طواف جائز ہے۔اور مسجد حرام کے باہر سے بیت اللہ شریف کا طواف درست نہیں ۔لہٰذا اگر طواف کرنے والا ہجوم وغیرہ کی وجہ سے مسجد حرام کے اندر رہتے ہوئے ،مطاف سے باہر ہو جاتا ہے۔لیکن مسجد حرام سے باہر نہیں نکلتا تو اس کا طواف درست ہو جائے گا۔اور اگر مسجد حرام سے ہی باہر نکل گیا تو جس چکر میں نکلا اس کے اس حصہ کا اعادہ کرنا لازم ہے۔اور سعی کی جگہ مسجد حرام میں شامل ہے یا نہیں؟اس کے بارے میں ہمارے دار الافتاء کی طرف سے سعودی دارالافتاء ''ادارة البحوث العلمیه و الافتاء ،،اورشیخ عبد الله بن سبیل مد ظلهم امام و خطیب المسجد الحرام و عضو هیئة کبار العلماء کی خدمت میں سوال بھیجا گیا تھا۔ان حضرات کے جوابات کا حاصل یہ ہے کہ مسعیٰ (یعنی سعی کی جگہ)مسجد حرام سے خارج ہے۔اس میں شامل نہیں یعنی مسجد حرام کے حکم میں نہیں لہٰذا ان حضرات کے جوابات کی روشنی میں اگر کوئی شخص دوران طواف مسجد حرام سے نکل کر باہر سعی کی جگہ پر نکل آئے تو طواف کے جتنے حصہ میں باہر نکلا اتنے حصہ کا طواف درست نہ ہوگا،لہٰذا اتنے حصہ کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

(عبارت نمبر۱) وفی غنیة الناسک ص ۱۰۹ (مطبوعه ادارة القران) وداخل المسجد و لو علٰی سطح فلو طاف علیٰ سطح المسجد جاز و لو مرتفعاً عن البیت و لو طاف خارج المسجد فمع وجود الحیطان لا یصح اجماعا وَلو کان الحیطان منهدمة فکذا لا یصح عند عامة العلماء لا نه طاف بالمسجد لا بالبیت و فی حیاة القلوب (ص ۱۱۶)

مسئله : طواف خارج مسجد حرام جائز نباشد ہر چند کہ طواف فرض باشد یا نفل ولیکن اگر توسیع کردہ شود از قدر سابق جائز باشد طواف درجمیع مسجد۔ و فی مناسک لملاعلی القاریؒ (ص ۱۴۹) (فصل فی مکان الطواف) (مکانه حول البیت لافیه) ای لا فی داخله کما مر (داخل المسجد) ای سواء کان قریباً من البیت او بعیداً عنه بعد ان یکون فی

المسجد و يجوز (ای الطواف) فی المسجد (ای فی جمیع اجزائة)

و فی زیدة المناسک ص ۱۱۹ . ساری مسجد حرام کی اندر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔ بیت اللہ کے قریب ہو یا بعید۔۔۔۔ مسجد حرام سے باہر طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طواف تو مسجد کا ہوا نہ کہ کعبہ کا۔

(عبارات نمبر۲) و فی الفتوی من اداراة البحوث العلمیه و الا فتاء رقم ۱۷۱ ۲۲ نصه

الجواب : المسعی مشعر مستقل لا یاخذ حکم المسجد و لو ادخل فیه . بل یبقیٰ علی احکامه من جواز سعی الحائض و جلو سها فیه و اجاب الشیخ محمد بن عبد الله السبیل خطیب المسجد الحرام و عضو هیئته کبار العلماء عن سوالناو نصه. و الجواب الذی یظهر لنا و الله اعلم ان المسعی لا یعد الیوم من المسجد الحرام ، و ان کان متصلاً بالمسجد ، و ذلک لان موضع المسعی مشعر من المشاعر التی لا تتغیر و لا تتبدل ، لابذواتها و لابالا حکام المتعلقه بها تبعا کذلک ، و بنا ء علی هذا فانه لا باس من بقاء الجنب و الحائض و النفساء فیه ، و لا یخفی علی فضیلتکم ان العلماء رحمهم الله نصو علی ان المرأة یجوز لها ان تسعی و ان کانت حائض او نفساء و الحکم لا یتغیر هذا ما یظهر لنا و بهٰذا افتی المجع الفقهی التابع لرابطة العالم الاسلامی بمکة فی دورته المنعقدة بمکه فی ۲۰ شعبان ۱۴۱۵ ہ ، و اصدر القرار التالی نصه ، فان مجلس الفقهی الاسلامی لرابطة العالم الاسلامی فی دورتها لرابعةعشر ةالمنعقدة بمکة المکرمة و التی بدات یوم السبت ۲۰ من شعبان ۱۴۱۵ ہ _ ۱۹۹۵/۱/۲۱ ام قد نظر فی هذا الموضوع ، فقرر بالاغلبیة ان المسعی بعد دخوله ضمن مبنی المسجد الحرام لا یا خذ حکم المسجد و لا تشمله احکامه ، لا نه مشعر مستقل ، یقول الله عزوجل ﴿ان الصفا و المروة من شعائر الله فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما﴾ و قد قال بذلک جمهور الفقهاء و منهم الا ربعة و تجوز الصلوة فیه متابعة للامام فی المسجد الحرام کغیره من البقاع الطاهرة و یجوز المکث فیه و السعی للحائض وا لجنب و ان کان المستحب فی السعی الطهارة و الله اعلم و صلی الله علی سیدنا محمد و علی آله و صحبه و سلم تسلیما کثیرا و الحمدلله رب العالمین...

ترجمہ: المجمع الفقهی الاسلامی کے اجلاس میں اس موضوع پر غور کیا گیا۔ اور اکثریت کی رائے سے طے پایا کہ سعی گاہ مسجد حرام کی عمارت میں آجانے کے بعد بھی مسجد کے حکم میں نہیں ہوگا۔ اور نہ اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے اس لئے کہ وہ خود ایک مستقل مشعر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ان الصفا و المروة من شعا ئر اللهفمن حج البیت او اعتمرفلا جناح علیه ان یطوف بهما'' (سورۃ البقرہ ۱۵۸) (تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں) سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں'' جمہور فقہاء جن میں ائمہ اربعہ داخل ہیں، یہی رائے رکھتے ہیں۔ مسجد حرام کے امام کی اقتداء کرتے ہوئے مسعیٰ میں نماز پڑھنا اسی طرح جائز ہے، جس طرح دیگر پاک جگہوں پر جائز ہے۔ مسعیٰ میں حائضہ عورت اور

جنبی شخص کا سعی کرنا جائز ہے۔اگر چہ سعی میں بھی طہارت مستحب ہے۔

(نوٹ) نائب رئیس ڈاکٹر احمد محمد علی اور شیخ محمد بن جُبیر کو اس سے اتفاق نہیں ہے) ماخوذ از: عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل (ص۲۶۴) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی۔

اتصال صفوف کا مسئلہ۔ :

(۳)۔۔مذکورہ صورت میں اگر مسجد حرام کی جماعت کی صفیں اس عمارت تک پہنچ جاتی ہیں۔اور عمارت اور آخری صف کے درمیان اس قدر فاصلہ نہ رہتا ہو کہ جہاں سے کوئی کار یا اس جیسی کوئی گاڑی وغیرہ گزر سکیں تو مذکورہ عمارت میں سے مسجد حرام کی جماعت میں شریک ہو کر وہاں کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔اور اگر صفیں مذکورہ عمارت تک نہیں پہنچیں بلکہ مسجد حرام کی آخری صف اور عمارت کے درمیان اتنا کشادہ راستہ خالی رہتا ہے جہاں سے کار جیسے گاڑی گزر سکے۔تو وہاں سے مسجد حرام کی امام کی اقتداء درست نہیں اور ایسی جماعت میں شامل ہونا بھی درست نہیں(و فی مصنف ابن عبد الرزاق ۸۱/۳ عن عمربن خطاب انه قال فی الرجل یصلی بصلوٰة الامام ، اذا کان بینهما نهر او طریق او جدار فلا یاتم به وفی خلاصة الفتاوی (۱۵۱/۱) ولو قام علی دکان خارج المسجد متصل المسجد یجوز الا قتداء لکن یشترط اتصال صفوف و سیاتی فی الجمعة من هذا الجنس و ان کان بین الامام و المقتدی طریق ان کان ضیقا لا یمر فیه العجلة و الوقار لا یمنع الا قتداء و ان کان وا سعاً یمر فیه العجلة یمنع الا قتداء و هذا اذا لم یکن الصفوف متصلة علی الطریق اما اذا اتصل الصفوف علی الطریق یصح الاقتداء وفی التنویر مع الشرح ۵۸۴/۱ (ویمنع من الاقتداء) صف من النساء بلا حائل قدر ذراع او ارتفاعهن قامة الرجل (مفتاح السعادة) (او طریق تجری فیه عجلة) آلة یجرها الثور او نهر تجری فیه السفن) و لو زروقاً و لو فی المسجد(او خلاء)ای فضاء (فی الصحراء) او فی مسجد کبیر جداً کمسجد القدس (یسع صفین) فا کثر الا اذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقاً. و فی الهندیة ۸۸/۱ و لو قام علی د کان خارج المسجد متصل با المسجد یجوز الا قتداء لکن بشرط اتصال الصفوف) و الله اعلم

لذیذ اور بہترین مصالحہ جات کیلئے
بہرام خان اینڈ سنز مصالحہ فروش
پروپرائٹر: دلباز خان اینڈ برادرز
دکان نمبر 72 مصالحہ منڈی بنوں سٹی فون: (0928) 621715